HABIBIA ISLAMICUS
(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TOPIC:

IN THE PRESENT ERA, THE IMPORTANCE, NECESSITY, AND BENEFITS OF INCORPORATING MODERN TECHNOLOGY ALONGSIDE THE RELIGIOUS EDUCATIONAL CURRICULUM

موجودہ دور میں دینی تعلیمی نصاب کے ساتھ ساتھ جدید ٹیکنالوجی کی اہمیت، ضرورت اور افادیت

AUTHORS:
1- *Mumtaz Ali Bhutto, Assistant Professor, Government Boys Degree College Ratodero District Larkana Sindh , Email ID: mabhutto2012@gmail.com*
Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-9158-3701

How to Cite: *Bhutto, Mumtaz Ali. 2023. "IN THE PRESENT ERA, THE IMPORTANCE, NECESSITY, AND BENEFITS OF INCORPORATING MODERN TECHNOLOGY ALONGSIDE THE RELIGIOUS EDUCATIONAL CURRICULUM: موجودہ دور میں دینی تعلیمی نصاب کے ساتھ ساتھ جدید ٹیکنالوجی کی اہمیت، ضرورت اور افادیت". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 7 (3):35-44.*
DOI: https://doi.org/10.47720/hi.2023.0703u02.
URL: https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/288
Vol. 6, No.3 || July –September 2023 || P. 35-44
Published online: 2023-09-30

QR. Code

IN THE PRESENT ERA, THE IMPORTANCE, NECESSITY, AND BENEFITS OF INCORPORATING MODERN TECHNOLOGY ALONGSIDE THE RELIGIOUS EDUCATIONAL CURRICULUM

موجودہ دور میں دینی تعلیمی نصاب کے ساتھ ساتھ جدید ٹیکنالوجی کی اہمیت، ضرورت اور افادیت

Mumtaz Ali Bhutto

ABSTRACT:

In the present era, the importance and relevance of modern education cannot be denied alongside religious education. Just as worldly and hereafter benefits cannot be obtained without religious education, similarly, progress in economic, social, political, and industrial fields is not possible without modern education. In this modern and astonishing era of science and technology, alongside religious, ethical, and spiritual progress, there should also be an understanding of modern science and technology. So, individuals who graduate from religious schools can benefit from acquiring modern education and become a means of earning a livelihood and contributing to the progress of society.

KEYWORDS: *Religious education, Science and Technology, Modern Era.*

1۔ مدارس میں طریقہ تدریس میں تبدیلی کی ضرورت

طریقہ تعلیم وتدریس

استاد کی اہمیت: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: **انما بعثت معلما**(1) یعنی مجھے استاد بنا کر بھیجا گیا ہے۔

استاد کا رتبہ دنیا میں اس باغبان کی مثل ہے جس کے سوا باغ کے پودوں کی افزائش وحفاظت نہیں ہو سکتی اسی طرح طلباء کی تربیت استاد کی توجہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

یہ استاد ہی ہے جو کہ طلباء کے ظاہر و باطن خصائل رذیلہ کو پاک کر کے اوصاف حمیدہ سے مزین کرتا ہے اور انہیں معاشرے کا ایسا باکردار انسان بناتا ہے جو کہ آگے چل کے نمونہ بن جاتے ہیں۔ اس لئے آپ صہ نے فرمایا: **خیرکم من تعلم القرآن وعلمہٗ**(2) تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے۔

استاد اور طالب علم کا تعلق طویل عرصے پر محیط ہوتا ہے اس لئے استاد کی ذات میں پائی جانے والی اوصاف غیر محسوس طور پر طلبا میں منتقل ہو جاتی ہیں اس لئے استاد کو خوش اخلاق خوش لباس، نیکی کی دعوت دینے والا، عفو و درگذر کرنے والا، عاجزی اختیار کرنے والا، اپنے اسلاف کا ادب کرنے والا، قناعت پسند اور مطالعے کا شوق رکھنے والا ہو گا، وقت کا پابند ہو گا، تو اس کا شاگرد بھی از خود وہ ہی خصلتیں اختیار کرے گا کیونکہ استاد شاگرد کے لیئے ایک نمونے کی مانند ہے۔(3)

سبق کس طرح پڑھایا جائے!

کسی بھی سبق کو پڑھانے کے لیے پیشگی تیاری بے حد ضروری ہے اور یہی ہمارے اسلاف کا طریقہ بھی ہے کیونکہ بغیر تیاری کے سبق پڑھانے سے غلطیاں ہو سکتی ہیں اور مطالعے کی کمی کی وجہ سے کامل طور پر سبق کو نہیں پڑھایا جا سکتا جس کے نتیجے میں طالب علم مطمئن نہیں ہو پاتا۔

لہٰذا استاد کے لئے لازم ہے کہ وہ سبق کی تیاری، درسی بیان کو مرتب کرنے، سوالات کے جوابات دینے، طلباء کو ہوم ورک دینے اور دوسرے دن سبق سننے کے لیے پہلے سے ہی تیاری کرلے۔

استاد سبق کی تیاری کے لئے جب مطالعے کا آغاز کرے تو سب سے پہلے سبق کے متن کا مطالعہ کرے اور اگر عربی کی کتاب ہے تو اسکی عبارت کے اعراب اور مفہوم پر غور و فکر کرے اس سلسلے میں متن سے متعلق حواشی اور شرح کا مطالعہ کرے تاکہ سبق کا مفہوم صحیح طور پر سمجھ میں آسکے۔

اردو سبق کس طرح پڑھایا جائے!

طالب علم سے بلند آواز میں سبق پڑھانا چاہیے اور جس جگہ ایک عبارت مکمل ہو جائے تو اس بات کو آسان لفظوں میں شاگرد کو سمجھانا چاہئے اور اگر اس دوران اصطلاح استعمال ہوئی ہو تو اسے بطور حاشیہ لکھوانا چاہیے پھر اگلی عبارت پڑھوائی جائے اور بلیک بورڈ کا استعمال لازمی کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے مثالیں دے کہ سمجھانا چاہیے اسی طرح سے بات زیادہ ذہن نشین ہوتی ہے جا بحث مباحثے سے گریز کرنا چاہیے اس سے شاگرد کا ذہن منتشر ہو سکتا ہے۔

عربی سبق پڑھانے کا طریقہ!

عربی سبق میں طلباء کو تین چیزیں سکھانا بے حد ضروری ہے۔

1۔ عبارت کا صحیح تلفظ۔

2۔ اسی عبارت کا بامحاورہ ترجمہ۔

3۔ اسی عبارت سے مصنف کا مقصود کیا ہے؟

سب سے پہلے استاد کو چاہئے کہ طلباء سے عبارت پڑھائے اگر طلباء سے عبارت پڑھتے ہوئے غلطی ہو تو اس کی اصلاح کرنی چاہئے اگر سبق میں کوئی اصطلاح استعمال ہوئی ہو اور اس کا مقصد پوشیدہ ہو تو اس کی وضاحت کرنا چاہئے اگر ضرورت محسوس ہو تو طلباء کو ضروری بات بطور حاشیہ لکھوانا چاہئے یا اسی عبارت میں عربی حاشیہ سمجھانا چاہئے پھر اسی سبق کو سمجھنے کے لیے شاگرد کو کچھ وقت دیا جائے تاکہ سبق کو صحیح یاد کر سکے بلیک بورڈ کا استعمال لازمی کرنا چاہئے اگر عصر حاضر میں جدید ٹیکنالوجی استعمال کرتے ہوئے ملٹی میڈیا کا استعمال کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ دوسرے دن اگلے دن کا سبق سننا چاہئے اور اگر کسی جگہ طلباء صحیح طور پر بیان نہ کر سکے تو اس کی رہنمائی کرنی چاہئے پھر آگے بڑھنا چاہئے۔

قرآن پاک کی تفسیر پڑھانے کا طریقہ!

سب سے پہلے تیسواں پارہ عم پڑھایا جاتا ہے اس کے بعد سورت العنکبوت سے لیکر نیچے والے پارے پڑھائے جاتے ہیں اس کے بعد سورت یونس سے لیکر نیچے والے دس پارے پڑھائے جاتے ہیں اور سب سے آخر میں پہلے دس پارے پڑھائے جاتے ہیں۔

تفسیر پڑھاتے ہوئے شروع میں 2 یا 3 آیتیں پڑھائی جاتی ہیں۔ لغت میں صیغہ یعنی (واحد، تثنیہ، جمع) سکھائے جاتے ہیں مشکل الفاظ کی معنٰی بتائی جاتی ہے اور آیات کا مطلب اور شان نزول بھی بتایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ تفسیر کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

مدارس میں ایک بات دیکھی گئی ہے کہ ایک استاد کو ایک سے زیادہ مضمون پڑھانے کے لیے دیئے جاتے ہیں جبکہ کوئی بھی استاد کسی ایک مضمون پر مہارت رکھتا ہے باقی دیئے گئے مضامین پڑھاتے وقت صرف گذارا کیا جا سکتا ہے جس سے شاگرد کو کافی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہوتا ہے لہٰذا ایک ایسی پالیسی ترتیب دی جائے جس میں ہر ایک استاد ایک ہی مضمون پڑھانے کا پابند ہو تاکہ اپنے علم میں کمال رکھنے والا مضمون دوسرے طلباء تک بآسانی منتقل ہو سکے۔(4)

اساتذہ کرام کے لیئے ٹریننگ اور نئے کورسز سکھانے کا عمل ہونا چاہیئے تاکہ عصر حاضر میں حالات و واقعات اور جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اس کے متعلقہ صحیح معلومات حاصل کر کے بات کو صحیح تناظر میں پیش کیا جائے اس سلسلے میں جنرل نالیج اور معلومات عامہ سے آگاہی لازمی ہونی چاہیئے۔

موجودہ دور میں علمی فکری، نظریاتی اور ثقافتی لحاظ سے جو شکوک وشبہات پیدا ہوئے ہیں اور تہذیبی، ثقافتی اور فکری انتشار کا دائرہ پھیل رہا ہے ان سے طالب علم کو آگاہی دینا اور مستقبل میں لاحق خطرات سے نمٹنے کے لیے تیاری کرنا ہماری ذمیداری ہے۔(5)

حالات حاضرہ میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت

دراصل حیات انسانی کے قافلے کو رواں دواں رکھنے کے لئے تعلیم ہی وہ عمل ہے جو ایک نسل کے تجربات دوسری نسل تک منتقل کرتی ہے۔(6)

قدیم دوٗر میں سادگی پر مشتمل زندگی تھی، زندگی کی ضروریات بھی محدود تھی، امن اتحاد واتفاق کا دوٗر تھا، ہر طرف برکت، خوشحالی اور سچ کا دور تھا، رسومات سادہ طریقے سے ہوتی تھی، لوگ پیدل سفر کیا کرتے تھے، جونہی آبادی بڑھتی گئی اور اربوں تک جا پہنچی اور سائنس نے ترقی کے مراحل طے کئے اور سائنس نے عروج حاصل کیا تو زندگی گذارنے کے طریقے بھی بدل گئے جو لوگ پیدل سفر کیا کرتے تھے وہ اب ریل گاڑی اور ہوائی جہاز استعمال کر رہے ہیں مہینوں کا سفر دنوں، دنوں کا سفر گھنٹوں اور منٹوں پر ہو رہا ہے گھر کی سہولیات میسر ہو گئی ہیں گرمی سے بچنے کے لیے اے سی، پانی ٹھنڈا کرنے کے لئے فریج، پانی نکالنے کے لیئے موٹر، کھانا گرم کرنے کے لیئے اوون وغیرہ نے آسائشوں میں اضافہ کر دیا ہے اسی طرح تعلیم میں بھی ترقی کی راہیں کھل گئی ہیں۔ انٹرنیٹ، کمپیوٹر، فیکس مشین کی وجہ سے ریسرچ ورک اور آسان ہو گئے ہیں اب آپ گھر بیٹھے دنیا کی لائبریریاں وزٹ کر سکتے ہیں اور وہاں پر رکھی کتابیں پڑھ سکتے ہیں اور تو اور موبائل، ٹی وی، الیکٹرانک میڈیا نے انقلاب برپا کر دئے ہیں جس سے آپ ہزاروں اور لاکھوں میل دور نہ صرف بات چیت کر سکتے ہیں بلکہ وہاں کی چہل پہل کو بھی لائیو دیکھ سکتے ہیں۔(7)

آپ بینکنگ سیکٹر پر نظر ڈالیں وہاں پر نوٹ گننے کے لیئے مشین استعمال ہو رہی ہیں جو کہ منٹوں اور سیکنڈوں میں اپنے رزلٹس دے رہی ہیں جس سے وقت بچ جاتا ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی نے آج ناممکن چیزوں کو ممکن بنادیا ہے آپ دیکھیں یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا کمال ہے کہ آج انسان چاند پر جا پہنچا ہے اس سائنس اور ٹیکنالوجی کی وجہ سے ہماری زندگیاں محفوظ اور آسائش سے آراستہ ہوگئی ہیں۔ آپ دیکھیں شاگردیونیورسٹیوں اور کالجوں میں انٹری ٹیسٹ دیتے ہیں جس کا رزلٹ گھنٹوں میں مل جاتا ہے یہ سب ٹیکنالوجی کا کمال ہے۔

انجنیئرنگ، ایگریکلچر انجنیئرنگ اور میڈیکل کے شعبوں میں بھی جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی وجہ سے آسانی سے بیماریوں کی تشخیص ہو رہی ہے اور صحیح طور پر علاج ہوتا ہے اسی طرح ایگریکلچرانجنئرنگ میں مشینری کا استعمال ہو رہا ہے۔

جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی وجہ سے ہم کچھ اس طرح کے فائدے اٹھارہے ہیں۔

1۔ مشکل سے مشکل کام آسان بن گئے ہیں۔

2۔ انسان زیادہ ترترقی یافتہ ہوگیاہے۔

3۔ ہمارارہن سہن زیادہ بہتر ہوگیاہے۔

4۔ روابط نہایت سستے اور آسان بن گئے ہیں۔

5۔ سفری سہولیات کی وجہ سے اب ہم منٹوں میں اپنی منزل پر پہنچ جاتے ہیں جس سے وقت بچ جاتا ہے۔

6۔ مشینوں کے استعمال سے زیادہ لوگوں کے کام سمٹ کر ایک مشین سرانجام دے رہی ہے۔

پاکستان میں 2001ع میں صرف تین لاکھ موبائل استعمال کرنے والے لوگ تھے۔ جو کہ اب 15 کروڑ پر جا پہنچے ہیں اس لیئے یہ ملک کا سب سے زیادہ ترقی کرنے والا کاروبار ثابت ہوا ہے۔

اسی طرح انفارمیشن ٹیکنالوجی کے شعبہ میں بھی اضافہ ہوا ہے اور بہت سارے آئی ٹی کے شعبہ جات جامعات میں قائم ہوگئے ہیں دو ہزار سے زیادہ طلباء اسکالرشپ پر سائنس ٹیکنالوجی اور اس سے ملحقہ شعبہ جات میں بیرون ملک بھیجے گئے ہیں۔

نیویارک ٹائمز کے ایک مقالے میں جو کہ 10 آگسٹ 2015ع کو شایع ہوا تھا، اس میں لکھا گیا تھا کہ پاکستان 2001ع میں آئی ٹی کی صنعت میں صرف 3 کروڑ ڈالر کی آمدنی موصول ہوئی جو نہایت کم ہے جبکہ اب اس کی آمدنی بڑھ کر 2.8ارب ڈالر تک جا پہنچی ہے جو کہ ایک انقلابی تبدیلی ہے ان مثالوں سے ہمیں یہ واضع ہوتا ہے کہ اگر حکومت صحیح طور پر پالیسیاں بنائے اور تعلیم سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے کو فروغ دے تو پاکستان اور زیادہ آگے بڑھ سکتاہے نہ صرف یہ بلکہ دوسرے میدانوں میں بھی آگے آسکتاہے۔

لہٰذا ہمیں اسکولوں، کالجوں، جامعات میں مزید سائنسی انقلاب برپا کرنے کے لئے انجنیئرنگ، ریاضی، سائنس اور ٹیکنالوجی تعلیم پر زیادہ توجہ دینی ہوگی۔ اور طلبہ میں مسائل کے حل تلاش کرنے کی مہارت، تنقیدی سوچ اور جدت طرازی جیسے عمل اجاگر کئے جائیں۔(9)

ہم اگر اسلامی دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس سائنس اور ٹیکنالوجی نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ اسلامی ممالک میں سے تھوڑے ایسے ممالک ہیں جن کے پاس سائنسی ترقی کے منصوبے ہیں وہ بھی اگر ہیں تو ملٹری منصوبے جیسا کہ ایٹامک انرجی اور میزائل ٹیکنالوجی جیسے منصوبے ہیں۔

ایک سروے کے مطابق پوری دنیا میں اسلامی ممالک کے پاس عالمی سائنسدان مجموعی طور پر ایک فیصد ہیں جو کہ نہ ہونے کے برابر ہیں اس لیئے گذشتہ 20 سالوں کے اندر اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان تحقیقی سہولتوں کی کمی اور کم تنخواہ ہونے کی وجہ سے اپناملک چھوڑ کر مغربی ممالک کی طرف ہجرت کر گئے ہیں اور اپنی ذہنی صلاحیتیں دوسرے ممالک کے لیئے استعمال کر رہے ہیں۔

ہم مغربی ممالک سے جدید مشینری تو خریدتے ہیں اور ان کے لٹریچر کی مدد سے انہیں چلانا سکھاتے ہیں لیکن ہم ایسی کوئی پالیسی کیوں نہیں بناتے جس سے ہم اپنے انجنیئر تیار کر سکیں، سائنسدان تیار کر سکیں، جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کرنے والے تیار کر سکیں جو کہ دوسروں کے سہارے کے بغیر خود یہ ساری جدید چیزیں تیار کر کے خود چلانا سکھائیں۔(10)

دینی تعلیمی نصاب کے ساتھ ساتھ ٹیکنالوجی تعلیم کی افادیت موجودہ دور میں دنیا کی طرز زندگی ہی نہیں بلکہ پورے نظام کے اندر ایسی انقلابی تبدیلیاں آئی ہیں جن کو دیکھتے ہوئے عصری علوم کا مدارس میں پڑھانا اور اس سے افادیت حاصل کرنا لازمی ہو گیا ہے۔

آج سائنس اور ٹیکنالوجی کی ایجادات نے ایسے بیشمار سوال اور مسائل پیدا کر دیئے ہیں جنھیں سمجھنے اور ان کا حل تلاش کرنے کے لیئے ان جدید علوم کو سیکھنے اور سمجھنے کی اشد ضرورت ہے مثال کے طور پر موجودہ معاشی نظام کو تبدیل کرنے کی بات آتی ہے تو اس نظام میں تبدیلی لانے کے لیئے وہ لوگ مفید ہو سکتے ہیں جو کہ اسلامی نظام معیشت کو اچھی طرح سمجھتے ہوں تو دوسری طرف اس وقت دنیا کے دوسرے معاشی نظاموں پر گہری نظر بھی رکھتے ہوں۔(11)

مدارس کے اندر دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم یعنی سائنس اور ٹیکنالوجی سیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس سے ہمارا عام زندگی میں بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق پڑتا ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی جیسے علوم آج کے دور میں ایک ضرورت بن چکے ہیں اس لیئے مادی دنیا کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیئے انسان کو جدید وسائل زندگی سے آگاہی ملے گی اگر آج ہم انگریزی، کمپیوٹر اور نت نئے علوم سے آگاہ ہونگے تو اسلام کے کلمے کو سربلند کرنے اور دوسرے ممالک تک پہنچانے میں بھی جدید ٹیکنالوجی استعمال کر کے دینی دعوت کو پھیلا سکتے ہیں۔(12)

دینی مدارس اب دھیرے دھیرے جدید علوم کی طرف قدم بڑھارہے ہیں مئنیجمینٹ اینڈ سائنسز انسٹیٹیوٹ مجلس علمی سوسائٹی کی طرف سے بنایا گیا ہے، اس انسٹیٹیوٹ کی طرف سے پاکستان کے مدارس میں پہلی دفعہ علماء کرام کے لیئے ایم بی اے کلاس شروع کروائی ہیں۔ اس پروگرام کے تحت دینی تعلیمات کے ساتھ ساتھ علماء کرام کو جدید عصری علوم بھی سکھائے جائیں گے کہ وہ سرکاری، نجی، صنعتی و تجارتی انتظامیہ اور عدلیہ جیسے شعبوں میں اپنا کردار اسلامی تعلیم کی روشنی میں ادا کر سکیں۔(13)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی امور سے متعلق علوم کی جانکاری کی ترغیب دی ہے لیکن مقصود صرف حلال روزی کی تلاش اور خدمت خلق ہو۔

فیاکل منہ سبع اوطائرۃ اوشیء الا کان لہ فیہ اجر: مسلمان جو بھی میوہ دار درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے تو اس سے پرندے، آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں اس کا ثواب اس کو ملتا ہے۔

پودا لگانا کسی جانور کے لیئے نفع بخش ہو جائے تو اس میں ثواب ملتا ہے تو کیا انسانی جان کی حفاظت کے لیئے اگر کوئی انجیکشن یا ٹیبلیٹ بناتا ہے تو کیا اس کو ثواب نہیں ملے گا۔

حدیث پاک میں ہے: طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم (14) علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

عباسی خلیفہ ماموں رشید نے 125ھ میں بیت الحکمت کے نام سے ایک علمی انجمن قائم کی جس میں پبلک لائبریری اور رسد خانہ تھا جس میں ملازموں اور مترجمین کا ایسا گروہ رکھا جو مختلف زبانوں کے علوم میں ماہر تھے۔

ماموں رشید نے حجاج بن مطرح اور ابن طریق جو کہ مختلف زبانوں کے ماہر تھے انہیں دوسرے مالک اس لیئے بھیجا کہ اس وقت کے علوم مثلاً، فلسفہ، طب، ریاضی وغیرہ کی کتابیں خرید کر بغداد لے آئیں، پھر ان کتابوں کو ایک سو اونٹوں پر لایا گیا۔(15)

آج کے اس جدید دور کے اندر سائنس اور ٹیکنالوجی اور دوسرے دنیوی فنون مدارس، اسکولوں اور کالجوں میں سکھائے جاتے ہیں تو شرعی اعتبار سے یہ فرض کفایہ کے درجے میں آتے ہیں اگر وہ علوم خلاف شرع نہیں اور مخلوق خداوندی کے فائدے کے لیئے درکار ہیں تو اس کی ممانعت نہیں ہے۔(16)

یہ بات تو سب پر عیاں ہے کہ دینی مدارس کے وسائل محدود ہوتے ہیں ان تھوڑے اور محدود وسائل کے ساتھ مدارس کی تعلیم وتربیت کا کام چلانا پڑتا ہے۔ پھر بھی دینی مدارس نے اپنے نصاب میں انگریزی، ریاضی، سائنس اور کمپیوٹر کو میٹرک لیول تک شامل کرنے کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے اور تمام مدارس کے وفاق میں یہ مضمون شامل ہیں۔ یہ بات غلط نہیں کہ ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں دوسری قوموں سے زیادہ پیچھے ہیں اس سلسلے میں ایک مثال پیش کر رہا ہوں۔

ایک صدی پہلے خلیج عرب میں تیل کے چشموں کی عظیم دولت تھی اور ہماری نااہلی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ہم زمین کھود کر تیل نکالنے کی صلاحیت سے محروم تھے، اسے ریفائن کرنے کی اہلیت ہم میں نہیں تھی اور مارکیٹنگ کرنے کی صلاحیت سے بھی ہم محروم تھے اس وقت ہم نے ان صلاحتیوں کو حاصل کرنے کی بجائے اس کام کو سرانجام دینے کے لیئے مغربی ماہریں کو بلایا تیل نکالنے کے لیئے ماہرین آئے، پھر مغربی کمپنیاں آئیں اس کے بعد جب انہوں نے قدم جمالیئے تو پھر مغرب کے بینک یہاں آگئے اور دولت سمیٹنے لگے پھر ان کے پیچھے کنٹرول حاصل کرنے کے لیئے سیاستدانوں سفارتکاروں نے چکر لگانا شروع کر دیئے اور آخر کار مغربی فوجیں آئیں جو کہ تیل کے چشموں

پر ڈیرہ ڈالے بیٹھی ہوئی ہیں آپ غور کیجئے زمین ہماری، تیل ہمارا لیکن کنٹرول مغربی کمپنیوں کا یہ صرف اور صرف سائنس اور ٹیکنالوجی کی طرف عدم توجہ کی وجہ سے ہم اپنی دولت کے ہوتے ہوئے دوسروں کے محتاج بنے بیٹھے ہیں(17)۔

مدرس کی ذمہ داریاں:

1۔ مدرس کو چاہئے کہ درس کے لئے پہلے خود تیاری کرے۔

2۔ مدرس کو چاہئے کہ طلباء کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئے۔

3۔ مدرس کو چاہئے کہ اپنے کام کو دینی اور معاشرتی خدمت تصور کرے نہ کہ حصولِ رزق کا ذریعہ سمجھے۔

4۔ مدرس کو چاہئے کہ طلباء کے کردار کی تشکیل کی طرف توجہ دے۔

5۔ مدرس کو چاہئے کہ اپنا طریقہء تدریس آسان بنائے تاکہ شاگرد با آسانی درس کو سمجھ سکے۔

6۔ مدرس کو چاہئے کہ خوش مزاج ہو اور مناسب موقعے پر اپنی خوش مزاجی کا مظاہرہ بھی کرے۔

7۔ مدرس کو چاہئے کہ درسگاہ میں داخل ہوتے ہوئے سلام کرے اور سبق شروع کرنے سے پہلے شاگردوں کی حاضری لے۔ اگر غیر حاضر شاگرد ہیں تو ان کے متعلق معلومات حاصل کرے۔

8۔ مدرس کو چاہئے کہ طلباء کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آئے۔

9۔ مدرس کو چاہئے کہ وہ باعمل ہو تب ہی ان کی نصیحت و تعلیم دوسروں کے لئے مفید ثابت ہو گی۔

10۔ مدرس کو چاہئے کہ وہ شروع میں اتنا سبق پڑھائے کہ شاگرد اسے با آسانی سمجھ اور یاد کر سکے۔(18)

مدارس کے اندر طریقہء تدریس کے دوران جن ذرائع سے پڑھایا جاتا ہے اسے نئے اور جدید طریقے سے کمپیئر کیا گیا ہے جس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مدارس کا اندازِ تدریس کتنا پرانا ہے۔

مدارس کا روائتی اندازِ تدریس

1۔ کتاب　　2۔ لیکچرز　　3۔ بلیک بورڈ

جدید اندازِ تدریس

1۔ سننا　　2۔ دیکھنا　　3۔ سروے　　4۔ لیبارٹری

5۔ پروجیکٹر　　6۔ لیکچرز　　7۔ بحث و مباحثہ　　8۔ انٹرویوز

لہٰذا اگر وسائل اجازت دیتے ہیں تو نیا اندازِ تدریس اپنایا جائے تو زیادہ مؤثر ثابت ہو گا کیونکہ یہ اندازِ تدریس آج کے دور کے لحاظ سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا ہے جسے اپنا کر زیادہ بہتر تعلیمی نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔(19)

خلاصہ بحث: دینی مدارس نے اپنا نظام زکوات، صدقات، خیرات، عطیات اور عام مسلمانوں کے چندے سے چلایا جس کی بدولت انہوں نے قرآن وحدیث کے علم کو عام لوگوں تک پہنچایا دینی علوم کی تعلیم دینے والے مدرس تیار کئے، حافظ اور قاری تیار کیئے مسائل سمجھانے والے ہزاروں کے تعداد میں مفتی اور خطبات دینے والے خطیب تیار کیئے۔ دنیا بھر میں دین کی دعوت عام کرنے والے مبلغین اور کتابیں لکھنے والے مصنفین تیار کیئے۔

اب جب بات آتی ہے جدید علوم، سائنس اور ٹیکنالوجی تعلیم کو عام کرنے کی اور مسلمانوں کو اس میدان میں دوسری قوموں کے برابر لانے کی تو اس سلسلے میں ریاستی وسائل میسر ہونا لازمی ہیں حکومت کو مدارس میں جدید علوم فنون، سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم عام کرنے کے لیئے بجٹ میں سے ایک حصہ ان مدارس کی جدید تعلیم کے لیئے مختص کرنا ہوگا، کیونکہ یہ جدید تعلیم حاصل کرنے کے لیئے کافی وسائل درکار ہیں جو کہ حکومت کی دلچسپی اور تعاون کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اگر حکومت نے اس سلسلے میں ساتھ دیا تو ہمارے مدارس سے نکلنے والے مذہبی تعلیم کی مہارت کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کی سوجھ بوجھ رکھنے والے تعلیم کے ماہر نکلیں گے جو وقت کے علماء، فقہاء، قاری، حافظ تو ہونگے، لیکن ساتھ ساتھ عصری علوم سے بھی ہم آہنگ ہونگے جو کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی خدمتیں سرانجام دے سکیں گے۔

حوالہ جات:

1۔ امام محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء، ج1، ص150۔

2۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، ج3، ص401۔

3۔ مجلس مدینۃ العلم، کامیاب استاد کون؟، مکتبہ مدینہ باب مدینہ، کراچی 2005ع، ص9-7۔

4۔ مجلس مدینۃ العلم، کامیاب استاد کون؟، مکتبہ مدینہ باب مدینہ، کراچی 2005ع، ص26-18۔

5۔ راشدی مولانا زاھد، عمل تدریس میں استاد کا کردار، ماہنامہ الشریعت، نومبر 2012ع۔

6۔ علوی، ڈاکٹر خالد، تعلیم اور جدید تہذیبی چیلینج، دعوت اکیڈمی اسلام آباد: ص7۔

7۔ خان، منیر احمد، سائنس اور ٹیکنالوجی، 12 فیبروری 2017ع ھماری ویب ڈاٹ کام۔

8۔ پرسنیش پربات، سائنس اور ٹیکنالوجی کی اھمیت، 10 جنوری 2012ع، ھماری ویب ڈاٹ کام۔

9۔ عطاء الرحمٰن ڈاکٹر، سائنس اور ٹیکنالوجی کی اھمیت، 18 اپریل 2016ع، ڈیلی اردو کالمز۔

10۔ ارشد محمود، تعلیم اور ہماری قومی الجھنیں، مسٹر بوکس، اسلام آباد، ص71-70۔

11۔ ممتاز احمد ڈاکٹر، دینی مدارس روایت اور تجدید، علماء کی نظر میں، ص130-129۔

12۔ ندوی، مولانا عبد المبین، عصری علوم کی ضرورت و شمولیت، ماہنامہ تعمیر افکار کراچی، ص132-131

13۔غازی انور، مدارس میں جدید علوم کی تعلیم،ماہنامہ تعمیر افکار کراچی، ص192

14۔امام ابوالحسین مسلم ابن الحجاج، مسلم، باب فضل الغرس والزرع حدیث452،ادارہ اسلامیات،لاہور

15۔غزالی،امام محمد،احیاء العلوم الدین،الباب الثانی،فی العلم ار14،دار المعرفت،بیروت

16۔ندوی،مولانا سید سلیمان،اہل علم کا نقطہ نظر۔زوار اکیڈمی۔کراچی،2014ع،ص250

17۔ قاسمی، مفتی محمد ابو بکر جابر، عصری علوم، دارالدعوۃ الارشاد، حیدرآباد،2015ع ص۔42 ۔

.18۔ملتانی، محمد اسحاق، تحفۃ المدارس جلد دوم، ادارہ تالیف اشرفیہ ملتان، ص:26-59

19۔ڈوگر، میجر جنرل نصر اللہ طاہر، مدرسہ رفارمر، این ڈی یو جرنل 2010ع ص:14۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.